# شام میں انسانی حقوق کی بدترین پامالی اور مسلم مملکتوں کی مجرمانہ خاموشی

غلام مصطفیٰ رضوی

اس وقت زینۃ البلاد شام خوں آشام دور سے گزر رہا ہے۔ عصمتیں لُٹ رہی ہیں۔ نسل کشی کا بدترین نظارہ دُنیا دیکھ رہی ہے۔ مسلم قومیت کی دوہائی دینے والے عشرت کدوں میں عیش و طرب میں مگن ہیں۔ دُنیا کے ۵۷ مسلم ممالک بے حس ہیں، ان کے حکمراں اسیرِ زلفِ فرنگ ہو چکے ہیں۔ اسلام کے نام پر وجود میں آنے والی مملکتیں اپنے اقتدار کے استحکام کے لیے جٹی ہوئی ہیں۔ اُنھیں لٹتے سہاگ، تباہ ہوتے مکانات، بے گناہوں کے لاشے، لٹتی زندگیاں، اُجڑتی ہوئی فصلِ مسلم نظر نہیں آرہی۔ شام کی یہ شامِ حزیں دیگر مملکتِ اسلامیہ میں بھی دستک دے سکتی ہے۔ کبھی بھی اقتدار کا سورج ڈھل سکتا ہے۔ یہود و نصاریٰ کے پنجۂ استبداد میں جکڑے مسلم مراکز کب تک اپنے اقتدار کا جشن منائیں گے۔ وقت جب آتا ہے تو ایسے حکمرانوں کو خش و خاشاک کی طرح بہالے جاتا ہے؛ جو قومی تقاضوں سے بے خبر ہوتے ہیں۔ اسلامی مملکتوں کے حکمراں اس تہذیب کو للچائی نظروں سے دیکھ رہے ہیں جس کے بارے میں مشہور جرمن مفکر نطشے نے کہا تھا: ''مسیحیت کی اخلاقی تعلیمات، انحطاط، تنزل اور بوسیدگی کی طرف مائل ہیں، وہ انسان کی بہترین صلاحیتوں کو فنا کر دیتی ہیں۔''

عربوں میں جو مردِ جری تھے، جن کے وجود سے صہیونیت تھرتھراتی تھی، وہ ایک ایک کر کے ختم کر دیے گئے۔ لیبیا و عراق کے زندہ دل حکمراں کب کے شہید کیے جا چکے۔ اسلام کی خاطر دھڑکنے والے دلوں کی نبضیں معدوم ہو رہی ہیں۔ عامۃ المسلمین چاہتے ہیں کہ طاقت ور مسلم مملکتیں بے دار ہو کر شام کی خوں ریزی روک لیں۔ لیکن بے حسی کی چادر تانے حکمرانِ مملکتِ اسلامیہ خوابِ غفلت میں ہیں۔ شاید اُنھیں اُس وقت ہوش آئے جب ظالموں کے دستے ان کی سرحدوں میں داخل ہو چکے ہوں گے۔ عیش و طرب نے عرب حکمرانوں کی غیرتوں کا جنازہ نکال دیا ہے۔ عراق کی تباہی، یمن کی بربادی، شام کی تاراجی، لیبیا کی خزاں رسیدی، فلسطینیوں کی قربانی، افغاں کی آہ و فغاں ان کے قومی جذبات کو بیدار کرنے کے لیے کافی نہیں۔ صہیونی غلامی نے فکر و نظر کو جلوۂ دانشِ فرنگ کا اسیر بنا رکھا ہے۔ جب تک نگاہوں میں خاکِ حجاز و نجف کا سرمہ نہیں بسے گا تب تک اسی طرح بے حسی کی چادر تنی رہے گی۔

عہدِ تاریک میں عرب سے اُٹھنے والے نور نے کائنات کو جب روشن کیا، غلامانِ مصطفی اصحابِ رسول نے اپنے عزم و یقیں کے ساتھ شام فتح کیا تو شام کی صبح بہار آفریں ہو گئی۔ غم کی تاریکیاں سرِ شام چھٹ گئیں۔ سویرا نمودار ہوا۔ شام نے اسلام کی نکہتوں کی خوش بو دور دور پھیلائی۔ علم و فن کی ترویج و اشاعت کی۔ فتنہ و تشدد کے کئی ادوار شام میں گزرے لیکن ہر بار اسلامی عروج کا آفتاب تابندہ صبح کا استعارہ ثابت ہوا۔ ایمان و ایقان کی سرحدوں کی نگہ بانی کی ہے مجاہدینِ شام نے۔ خدمتِ حدیث و تفسیر میں بھی علمائے شام نے بڑی خدمات انجام دی ہیں۔ ناموسِ رسالت کے تحفظ کے لیے اہلِ شام کی خدمات نمایاں ہیں۔ ماضی کے پرامن شام کا تصور اب خواب بن چکا ہے۔ آج شام خونِ مسلم سے سرخ ہو چکا ہے۔ ہر لمحہ جانوں کا ضیاع، ہر آن تشدد کی فضا، مسلمانوں کی بدترین نسل کشی۔ اس پر مسلم مملکتوں کی مجرمانہ خامشی! افسوس ناک ہے! پوری اُمت ایک جسم کے مانند ہے، ایک حصے میں تکلیف گویا پوری مسلم اُمہ کے لیے باعثِ درد و کلفت ہے۔ لیکن جلتے ہوئے غوطہ کو بچانے آج کوئی نہیں آ رہا! ساری دُنیا میں امریکہ و اسرائیل کے عزائم کی تکمیل کے لیے جو حکمرانِ عرب سرگرم ہیں، ان کا دعویٰ توحید صرف زبانی ہے، اُنھیں امریکہ عزیز ہے، اُنھیں اسرائیل کی فکر ہے، انھوں نے تو اپنے یہاں کے ائمہ پر بھی یہود و نصاریٰ کی مذمت کرنے پر عملاً پابندی لگا رکھی ہے۔

حالات کا تقاضا ہے کہ اپنے شامی بھائیوں کی ہم دردی میں ہم اُٹھ کھڑے ہوں۔ ان کے درد کا مداوا کریں۔ حکومت سے مطالبہ کریں کہ انسانی ہم دردی میں عالمی دباؤ بنا کر ظلم روکے۔ یو این او خاموش تماشا دیکھ رہا؛ اسے بیدار کیا جائے۔ ظالموں نے جو جنگ کی آگ بھڑکا رکھی ہے اس کی کھلی مذمت کریں۔ مسلم مملکتوں کو جھنجھوڑیں۔ اُنھیں خونِ مسلم کی ارزانی کا احساس دلائیں۔ اُنھیں لٹتے سہاگ اور اُجڑتی گودوں کا واسطہ دیں۔ شاید کوئی جاگ جائے۔ اور اسلامی مملکتوں کے لٹتے سہاگ؛ بہتے لہو کو روک سکے۔ ظلم و ستم نے چنگیز و ہلاکو کے خونین کارناموں کو بھی شرما دیا ہے۔ کب تک یوں ہی خونِ مسلم بہتا رہے گا؟ کب اُجڑے آشیانے آباد ہوں گے؟ غوطہ اور کتنے زخموں کو سہے گا؟ پیغمبر امن و اماں صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی کب جاگیں گے؟ ابھی قربانیوں کی کتنی فصل اور کٹے گی؟ کیا یوں ہی شام کی شامِ غم دراز رہے گی یا کوئی ایک مردِ جری عربوں میں اُٹھے گا! اور تاراجی و تباہی کا یہ خونین باب بند ہو گا! ظالم انجام کو پہنچیں گے!

لیکن لگتا ہے کہ خونِ صد ہزار انجم سے ابھی سحر پیدا ہونے کو وقت ہے۔ یقیں محکم کی زنجیریں ٹوٹتی محسوس ہو رہی ہیں۔ اقتدار کی بیڑیاں حکمرانِ مسلم کے قدموں کو جامد کیے دیتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دولت و ذرائع کے ان گنت ذخائر سے مراکزِ اسلام کو مالا مال کیا ہے۔ لیکن! اس کے باوجود اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے دُشمنوں کو سینے سے لگانا تعجب خیز ہے! الٰہی ماجرا کیا ہے؟ کیا کوئی نجات دہندہ کھڑا ہو گا جو مسلم لہو کے تحفظ کو یقینی بنا سکے؟ شاید اس وقت ہم بیدار ہوں گے جب انسانیت کی فصل شام سے مکمل ختم کی جا چکی ہو گی اور سوائے سسکیوں کے دامن میں کچھ نہیں بچے گا۔

یاسیت کے اس ماحول میں اُمیدوں کا پیغام یہی ہے کہ پوری دُنیا کے مسلمان اپنے بھائیوں کے ساتھ اظہارِ ہمدردی میں جمہوری قوت استعمال کریں۔ حکمرانوں کو احساسِ حمیتِ مسلم دلائیں۔ شاید ان میں کوئی بیدار ہو جائے اور صلاح الدین ایوبی کا جگر پیدا کر کے طاغوت کے تابوت میں آخری کیل ٹھونک دے۔ لیکن یہ عزم شاید شرمندۂ تعبیر ہو اور یاسیت کے اندھیرے چھٹ جائیں:

جہاں میں اہلِ ایماں صورت خورشید جیتے ہیں

اِدھر ڈوبے اُدھر نکلے، اُدھر ڈوبے اِدھر نکلے

(بصیرت فیچرس)